www.pklibrary.net

موت کا راز

www.pklibrary.net

موت کا راز

اس بے ربط و ناہموار زمین کے شمال کی طرف نباتاتی ٹیلوں کے دامن میں میں نے گندم کی بتیسویں فصل لگائی تھی، اور سرطانی سورج کی حیات کش تمازت کے نیچے پکتے ہوئے سٹوں کو دیکھ کر میں خوش ہو رہا تھا۔ گندم کا ایک ایک دانہ پہاڑی دیمک کے برابر تھا، ایک سٹے کو مسل کر میں نے ایک دانہ نکالا۔ وہ کناروں کی طرف سے باہر کو قدرے پچکا ہوا تھا، اس کی درمیانی لکیر کچھ گہری تھی، یہ اس بات کا ثبوت تھی کہ گندم اچھی ہے۔ اس میں خوردنی مادہ زیادہ ہے۔ اور گورکھپور کی منڈی میں اس سال اس کی فروخت نفع بخش ہوگی۔

میرے خیالات کچھ یکسوئی اختیار کر رہے تھے، اس وقت زندوں میں سے میرے نزدیک کوئی نہ تھا۔ قدرتاً آپ پوچھ سکتے ہیں۔ کہ اگر زندوں میں سے کوئی تمہارے نزدیک نہ تھا تو کیا مُردوں کی یاد تمہارے ویران خانۂ دل کو آباد کر رہی تھی؟ ——— میرا جواب اثبات میں ہے، میں آپ سے ایک اور بات بھی اصرار سے منوانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میں مردوں کا تصور ہی نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ ان کو اپنے سامنے، پیچھے

www.pklibrary.net

دائیں اور بائیں کتھا کلی انداز سے رقص کرتے، ہنستے، اور خوف سے کانپتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جس طرح آپ کی داڑھی کا بال بال مجھے علیحدہ نظر آتا ہے۔ اور آپ کی تمازت زدہ آنکھوں کے سرخ ڈورے دیکھ رہا ہوں اسی طرح میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ اُن میں سے کسی کا چہرہ جموی موتیا کی اُس کلی کی مانند جسکا چہرہ صبح کے وقت کاشمیری بہار کی شبنم نے دھو دیا ہو، شگفتہ ہو کر چمک رہا تھا، اور کسی کے چہرے پر جھُریاں اور گہری گہری لکیریں تھیں۔ شاید وہ کسی نتیجہ خیز تجربہ کی نشانیاں تھیں۔

وہ گندم کے کھیت کے کناروں پر نہیں کھیل رہے تھے۔ نہ ہی وہ بتیس سالہ شیشم جس کے گھنے سایہ دار پھیلاؤ کے نیچے میں آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اپنے ہلکے ہلکے پاؤں کو نچا رہے تھے۔ بلکہ وہ خود میرے جسم کے اندر تھے ..... ہائیں! آپ حیران کیوں کھڑے ہیں، آپ پوچھتے ہیں کہ میں کہاں تھا؟ ..... سنئے تو .....

..... میں جسم کی اس حالت میں تھا جسے انہماک کی آخری منزل کہنا چاہیئے۔ میں خود اپنے جسم سے علیحدہ ہو کر اسے یوں دیکھ رہا تھا، جس طرح پرانی حکایتوں کا شہزادہ کسی اونچے اور بناتاتی ٹیلے پر کھڑا دور سے اس شہزادی کے محل کا اُٹھتے ہوئے دھوئیں کے وجود سے اندازہ لگائے۔ جس نے اپنی شادی مشروط رکھی ہو۔

www.pklibrary.net

وہ رقصاں، خنداں، لرزاں لوگ میرے بزرگ تھے . . . . بچہ اپنے والدین کی تصویر ہوتا ہے، میرا باپ اپنے باپ کی تصویر تھا۔ اس لئے میں اپنے دادا کی تصویر بھی ہو سکتا ہوں، اور یوں ارتقائی منازل طے کرنے کی وجہ سے اپنے بزرگانِ سلف کی اگر صاف نہیں تو دھندلی سی تصویر ضرور ہوں . . . . ہندوستانی تہذیب دو نسلوں سے شروع ہے، ایک دراوڑ اور دوسری آریہ۔ میں آریہ نسل سے ہوں۔ میرا دراز قد، گورا رنگ، سیاہ آنکھیں، باحس، من موجی، اور قدرے وہم پرست ہونا، اس بات کا ثبوت ہیں، ——— یہ بات معلوم کرنے کی میری زبردست خواہش تھی۔ کہ موت کا راز کیا ہے۔ مرتے وقت مرنے والے پر کیا کیا عمل ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مجھے یہ یقین دلایا جا چکا تھا کہ مادہ اور روح لافنا ہیں، ایسی حالت میں اگر وہ موت کے عمل میں اپنی ہیئت بدلتے ہیں۔ تو اُس وقت ان کی کیا حالت ہوتی ہے ——— آخر مرنے والے گئے کہاں؟ وہ جا بھی کہاں سکتے ہیں۔ سوائے اس بات کے کہ وہ کوئی دوسری شکل اختیار کر لیں، جسے ہم لوگ آواگون کہتے ہیں کیونکہ مختلف ہیئات میں ظہور پذیر ہونے کے بعد پھر اس ذرہ کو جس سے کہ ہم پیدا ہوئے ہیں۔ آدمی کی شکل دیجاتی ہے۔

یہ بات سنکر شاید آپ بہت ہی متعجب ہونگے۔ کہ میں اپنے سامنے

www.pklibrary.net

اپنی پیدا ہونیوالی اولاد کو بھی دیکھ رہا تھا۔ میرے سامنے ایک گھنگریالے سیاہ بالوں، چمکتے ہوئے دانتوں والا لحیم و شحیم بچہ آیا، جو کہ آج سے ہزاروں سال بعد پیدا ہوگا۔ اور جو کہ میری ایک دھندلی سی تصویر تھا، میں نے اسے گود میں اٹھا لیا۔ اور چھاتی سے لگا، بھینچ بھینچ کر پیار کرنے لگا۔ اسے پیار کرتے وقت فقط مجھے یہ ہی محسوس ہوا جیسے میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں کندھے اور بایاں ہاتھ دائیں کندھے پر رکھ کر اپنے آپ کو بھینچ رہا ہوں۔ اس بچے نے کہا:۔

"بڑے بابا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پرنام ۔ ۔ ۔ ۔ میں جا رہا ہوں"

میرا ہونے والا بچہ، اور بزرگانِ سلف تمام واپس جا رہے تھے۔ اس انہماک کے عالم میں میں ابھی تک دور کھڑا یہی محسوس کر رہا تھا۔ کہ میرا جسم زمین کا ایک ایسا حصہ ہے۔ جس میں میرے بزرگانِ سلف کی غاریں اور آئندہ نسلوں کے شاندار محل ہیں۔ جن میں رفتگان اور آنے والے اپنے قدیم اور جدید طریقوں سے جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔

۔ ۔ ۔ ۔ گھبرایئے نہیں اور سنئے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ میری باتیں جو بظاہر پاگلوں کی سی دکھائی دیتی ہیں ہیں بڑی مطلب خیز ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے کچھ سمجھا لینے دو ـــــ پھر میں آپ کو ادبی مضمون میں تشبیہ دینے کا طریقہ بتاؤنگا

www.pklibrary.net

کل ہی آپ کہہ رہے تھے، کہ درختوں پر گدھ شام کے وقت بیٹھے یوں دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے کسی اونچے شیشم پر سنہری تربوز اوندھے لٹک رہے ہوں ـــــ کتنی بھونڈی تشبیہ کہی آپ نے! ۔ ۔ ۔ ۔

(۲)

یہ تو میں جانتا ہی تھا، کہ روح کے علاوہ مادہ بھی فنا نہیں ہوتا مگر اس بات کو دیکھنے کی ایک آگ سی ہر وقت سینہ میں سلگتی رہتی تھی، کہ موت کے عالم میں، بظاہر فنا ہوتے ہوئے شخص یعنی ذرہ کی مجموعی صورت کو کن کن تخریبی و تعمیری مدارج سے گزر کر دوسری ہیئت میں آنا پڑتا ہے ۔ ۔ ۔ یعنی ۔ ۔ ۔ ۔ آخر ۔ ۔ ۔ موت کا راز کیا ہے؟

وہ ذرۂ عظیم، وہ جزو لایتجزیٰ، جو کہ تمام ارضی و سماوی طاقت کا مغز ہے۔ کیسا منظم ہے۔ مثال کے طور پر اجرام فلکی کی گردش کا نظام لیجئے۔ اگر ان میں سے کوئی بھی جرم اپنے مخصوص راستہ سے ایک انچ بھی ادھر اُدھر ہو جائے، تو کیسی قیامت بپا ہو جائے۔ چاند گرہن کے موقع پر ہم لوگ دان پن بھی کرتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ وہی ایک ایسا وقت ہو سکتا ہے۔ جبکہ اجرام فلکی کا کشش ثقل سے ادھر اُدھر ہو کر اور آپس میں ٹکرا کر مادہ ہیولیٰ کی شکل اختیار کر لینا ممکن ہے ہم آریہ

www.pklibrary.net

—— حساس، من موجی اور توہم پرست نہیں چاہتے۔ کہ ہم کوئی برا کام کرتے ہوئے تباہ ہو جائیں اور مادہ ہیولیٰ کا ایک حصہ بن جائیں۔ دان پن سے اچھا کام اور کیا ہوگا؟

. . . . . آپ اسے تصوف اور ہم خشک اور ترش مضمون کہیں مگر یہ ان ہر سہ اقسام سے بالاتر ہے۔ ہاں ہاں! آپ نے پوچھا تھا کہ یہ ذرۂ عظیم کیا ہے —— یہ جاندار شئی کی ابتدائی صورت ہے۔ یہ عورت اور مرد دونوں میں زندہ ہے۔ تمام ارضی و سماوی طاقت کا مرکز ہے۔ شاید اس سے بہتر اس کی کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔ اس کے متعلق میں ایک قیاس غیر مصدق جو بظاہر یاوہ گوئی دکھائی دیتا ہے، مگر ہے، بہت جامع اور درست —— دہرا دینا چاہتا ہوں، وہ قیاس غیر مصدق ریاضی طبعیات کے ایک بڑے ماہر[1] نے کہا تھا

"ذرّہ . . . . جزو لا یتجزیٰ . . . . . ہم نہیں جانتے کیا . . . . کچھ کرتا ہے —— ہم نہیں جانتے کیسے! . . . ؟ . . . !!

شاید ریاضی قواعد ضرب و تقسیم اس ذرے سے ہی ریاضی دانوں

---

[1] EDDINGTON — IN HIS GIFFORD LECTURES

www.pklibrary.net

نے سیکھے ہیں، وہ دو سے چار، چار سے آٹھ اور آٹھ سے چوگنا ہو جاتا ہے . . . . اور پھر ہزاروں سے حیران کن طور پر ایک . . . . یہ تو سب جانتے ہیں۔ کہ وہ یہ سے وہ ہو جاتا ہے اور وہ سے یہ ہو جاتا ہے مگر اس بات پر سے پردۂ راز نہیں اٹھا، کہ وہ کیسے؟ جس دن یہ پردۂ راز اٹھے گا، تو موت کا راز منکشف ہونے میں باقی رہ ہی کیا جائیگا؟

چند دن ہوئے میں اسی اضطرابِ ذہنی میں مبتلا بیٹھا تھا۔ اور سرطانی سورج گندم کے سٹوں کو پکا رہا تھا۔ سٹے بالکل سوکھ چکے تھے اور اُن کی داڑھی اس قدر خشک ہو گئی تھی۔ ایک ایک بال کانٹے کی مانند چبھتا تھا، کچھ دبانے سے بال خود بخود جھڑنے لگتے۔ سٹے کو مسلتے مسلتے اسکا ایک بال میرے ناخن میں اتر گیا۔ اور لاکھوں ذرات جن کی میں مجموعی صورت ہوں۔ ان میں سے ایک ذرے کو جو کہ انفرادی طور پر ذرہ عظیم سے کم نہیں اُسنے آگے دھکیل دیا، وہ ذرہ جو آگے دھکیلا گیا نامعلوم گذشتہ زمانے میں میرا کوئی بزرگ تھا، یا شائد آئندہ نسلوں میں سے کوئی ——— یہ میں جان نہ سکا، بہرحال سٹے کا بال ان دونوں میں سے نہ تھا، وہ ایک بیرونی خارجی چیز تھی، جس کو میرے نظامِ جسم میں داخل ہونے کی قطعی مخالفت تھی۔ اس کا یوں میرے جسم میں چلے آنا اس مسافر کی مداخلت بے جا کی مانند تھا، جو لفظ "شارع عام نہیں ہے"

www.pklibrary.net

پڑھتے ہوئے بھی اندر گھس آئے۔ یہ ممانعت قطعی کی وجہ ہی تھی۔ کہ درد سے ٹیس اُٹھ اُٹھ کر مجھے لرزہ براندام کر رہی تھی ——

بھلا ایک کتا اپنی گلی میں دوسرے کتے کو نہیں آنے دیتا، تو میرے قابل پرستش بزرگوں اور معرکتہ الآرا کام کرنے والی آئندہ نسلوں کی عظیم الشان ہستیاں اس خارجی چیز کی مداخلت بے جا کو کب برداشت کر سکتی تھیں۔ اُف درد! ماسوا اس چیز کے —— اس ذرے کے جو کہ ہماری آئندہ نسلوں کا اپنی ضرب و تقسیم کے ساتھ روحانی اور جسمانی بت بنے، یا ہمارے بزرگوں سے ہمیں ورثہ میں آئے۔ کسی اور چیز کو مطلق دخل نہیں۔ مادہ اور روح دونوں اس وقت تک چین نہیں پاتے جب تک کہ خارجی مادے کو ہر ایک تکلیف سہ کر جسم سے باہر نہیں پھینک دیا جاتا۔

وہ ذرہ تو ہر جنبش سے اثر پذیر ہوتا ہے۔ اگر آپ نے غلط روی سے اپنے جسم و روح کے نامناسب استعمال سے انہیں کسی طرح مفلوک اور ناتواں بنا دیا ہے۔ تو آپکے وہ ذرّے جنہوں نے آپکے بیٹے اور پوتے بننا ہے، مفلوک اور ناتواں حالت میں آپکے سامنے آکر آپکے دلی اور ذہنی اضطراب کا باعث ہونگے وہ اسے قسمت و تقدیر کہیں گے۔ لیکن اگر قسمت کی تعریف مجھ سے پوچھیں۔ تو وہ یہ ہے "صحبت نیک و بد

www.pklibrary.net

کے اثر کے علاوہ جو چیز پوری ذمہ داری سے ہمارے بزرگوں نے ہمیں دی ہے۔ وہ ہماری قسمت ہے۔" اس لئے آپ جو بھی فعل کریں۔ سوچ کر کریں۔ انگلی بھی ہلائیں تو سوچ کر۔۔۔۔۔ یاد رکھئے۔ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ اب شائد آپ ذرے کے قول و فعل سے کچھ واقف ہو گئے ہونگے۔

(۳)

اُس دن جس دن کہ سٹے کا بال میرے ناخن میں داخل ہوا۔ میں بہت مضطرب رہا ——— شام کو میں گھبرائے ہوئے پاس ہی کے ایک شہر کے کسی بڑے اختر شناس کے پاس گیا۔ اُس نے میری راس وغیرہ دیکھتے ہوئے قیافہ لگایا۔ اور مجھے کہا۔ کہ برہسپت کا اثر تمہیں ہر بلا سے محفوظ رکھے گا۔ اور تمہاری عمر بہت لمبی ہے۔ اس کا شاید خیال ہو کہ درازیٔ عمر کی پیشین گوئی سنکر یہ مالدار زمیندار اپنے بائیں ہاتھ میں چمکتی طلائی انگوٹھی اتار کر دے دیگا۔ مگر یہ بات سنکر مجھے سخت بے چینی ہوئی ایک مایوسی کے عالم میں میں نے اُسے اس کی قلیل فیس ——— ایک ناریل، آٹا اور پانچ پیسے دیدیئے۔۔۔۔۔ میں تو مرنا چاہتا تھا اور دیکھنا چاہتا تھا کہ اس حالت میں مجھ پر کیا عمل ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کا بھی شوق

www.pklibrary.net

تھا، کہ میں اس راز کو، جس کی بابت بڑے بڑے حکیم اور ریاضی طبعیات کے ماہر کہہ چکے ہیں ——— "وہ کرتا ہے کچھ . . . . . ہم نہیں جانتے کیسے . . ." طشت از بام کر دوں، اور دنیا میں پہلا شخص بنوں جو کہ دوسری ہیئت میں آتے ہوئے اپنی حیرت انگیز یادداشت کے ذریعہ سے دُنیا پر واضح کر دے۔ کہ ذرّے کو یہ حالت پیش آتی ہے ——— اور وہ اس شکل میں تبدیل ہوتا ہے۔

اس بات کے مشاہدہ کے لئے خود مرنا لازمی تھا، مگر عاقل اختر شناس نے اس کے برعکس درازیٔ عمر کی روح فرسا خبر سُنائی تھی، آتم گھات، خودکشی ایک پاپ تھا، جس کا ارتکاب نہ صرف میرے بزرگوں کے نام پر دھبہ لگاتا تھا، بلکہ موجودہ بچوں اور آئندہ نسلوں پر بھی اثر انداز ہوتا تھا، چنانچہ میں نے خودکشی کے خیال کو بالکل باطل گردانا۔

میں جنگل میں ایک ٹیلے پر بیٹھا تھا، وہاں سے دریائے گنڈک کے ایک معاون کے . . . . آبشار کی آواز صاف طور پر کانوں میں آرہی تھی۔ اور چونکہ مجھے وہی بات خوش کر سکتی تھی۔ جو کہ میرے دل کو مضطرب کرے۔ اس لئے گنڈک کے معاون کے آبشار کی دل کو بٹھا دینے والی آواز مجھے بھا رہی تھی، ایک پتھر کو الٹاتے ہوئے میں نے بہت سے کیڑے مکوڑے دیکھے۔ پھر میں نے کہا:۔

www.pklibrary.net

"شاید اس آبشار کی آواز اور موت کے راگ میں کچھ مشابہت ہو ——" شام ہو چکی تھی، سورج مکمل طور پر ڈوبا بھی نہیں تھا کہ سر پر چاند کا بے نور اور کاغذی رنگ کا جسم دکھائی دینے لگا پتھروں میں سے ایک جلا دینے والی بھڑاس نکل رہی تھی۔ یکایک مجھے ایک خیال آیا ایک ترکیب سوجھی۔ جس سے کہ میں ذرے کی ہیئت بدلنے کا مشاہدہ کر سکتا تھا، یعنی موت کا عمل بھانپ سکتا تھا، اُسے ہم خودکشی بھی نہیں کہہ سکتے۔ وہ صرف مشاہدہ کی آخری منزل ہے۔ وہ یہ —— کہ گنڈک کے معاون کے آبشار سے آدھ میل بہاؤ کی طرف جہاں پانی کی خوفناک لہریں ایک پتھریلے ٹیلے کو عمودًا ٹکرا کر اپنا دم کھوتے ہوئے جنوب مشرق کی طرف گنڈک سے ملنے کے لئے بہ نکلتی ہیں۔ نہانے کے لئے اتر جاؤں اور غیر ارادی طور پر پانی کے اندر ہی اندر گہرائی اور تیز بہاؤ کی طرف آہستہ آہستہ چلتا جاؤں۔ اور یہ صورت پیدا ہو، کہ یا میرا پاؤں کسی آبی جھاڑی میں اڑ جائے۔ یا کوئی جانور مجھے کھینچ لے، یا پانی کا کوئی زبردست ریلا وہ عمل میرے سامنے لے آئے۔ جس سے ذرہ کو کوئی دوسری صورت ملے —— شاید آپ اسے بھی خودکشی کہیں مگر اس غیر ارادی فعل کو میں تو قدرتی موت کہوں گا۔

چنانچہ مرنے سے بہت پہلے میں نے اپنے تصور میں کنکھل ——

www.pklibrary.net

—— گنگا مائی کے چرنوں پر سر رکھا۔ اور سوگند لی۔ کہ میں ضرور اس غیر ارادی فعل کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں گا۔

(۴)

گنڈک کا معاون آبشار سے ایک میل بہاؤ کی طرف بھی اس تیز رفتاری سے بہ رہا تھا۔ باوجودیکہ عموداً چٹان سے ٹکراتے ہوئے اس کی لہریں اپنا دم کھو چکی تھیں۔

میں کمر تک مکتی ناتھ اور دھولاگری کے اردگرد کی پہاڑیوں سے آئے ہوئے برفانی پانی میں داخل ہو چکا تھا۔ میں جلدی جلدی آگے بڑھنا نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ ایسا کرنا ارادتاً اپنے آپ کو مار ڈالنا تھا۔ کچھ آگے بڑھتے ہوئے میں نے آہستہ آہستہ پاؤں کو اقلیدسی نصف دائرہ کی شکل میں گھومانا شروع کیا، اور پانچ منٹ کے قریب ایسا کرتا رہا تاکہ کوئی پانی کا ریلا مجھے بہالے جائے۔ یا کوئی تیندوا یا گھڑیال پانی میں ٹانگ پکڑ کر مجھے گھسیٹ لے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔

. . . . . معاً میرا پاؤں ایک آبی جھاڑی میں الجھ گیا۔ اور میں پانی میں غوطے کھانے لگا میرا پاؤں پھسلا، اور دوسرے لمحہ میں میں پانی کے تموّج میں تھا۔ پانی کے ریلے بڑے زور شور سے میرے سر پر

www.pklibrary.net

سے گزر رہے تھے۔

کچھ دیر تک تو میں نے اپنا دم سادھے رکھا۔ مگر کب تک؟ . . . .

بے ہوش ہونے سے پہلے مجھے چند ایک باتیں یاد تھیں۔ کہ میری ٹانگیں اور ہاتھ تیز پانی میں کانپتے ہوئے اِدھر اُدھر چل رہے تھے۔ باہر نکلتے ہوئے سانس سے چند بلبلے اُٹھ کر سطح کی طرف گئے۔ میرے دماغ میں زندہ رہنے کی ایک زبردست خواہش نے اکساہٹ پیدا کی۔ اور کوشش میں میں کسی چیز کو پکڑنے کے لئے پانی میں اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا، مگر اب میں پانی کی زد سے باہر نہ آسکتا تھا۔ باوجودیکہ میں نے بہت کچھ جدوجہد کی۔

اسکے بعد میری یادداشت مختل ہونے لگی . . . میرے بزرگان . . . . کنکھل . . . . . پرانی حکایتوں کا شہزادہ . . . . موت کا راز . . . . . مکتی ناتھ . . . . . کنکھل . . . . موت کا راز . . . . اس کے بعد ایک نیلا سا اندھیرا چھا گیا۔ اندھیرے میں کبھی کبھی روشنی کی ایک جھلک ایک بڑے سے کیڑے کی شکل میں دکھائی دیتی . . . پھر پُرانی حکایتوں کا شہزادہ . . . . . ذرّہ . . . . . موت کا عمل . . . . . خاموشی اور اندھیرا ہی اندھیرا!!

اس مکمل بے ہوشی میں مجھے ایک نقطہ سا دکھائی دیا۔ جو کہ برابر

www.pklibrary.net

پھیلتا گیا۔ شاید یہ وہی ذرہ عظیم تھا۔ جس کی بابت میں نے بہت کچھ کہا ہے۔ جو کہ بسیط ہوتا گیا۔ وہ پھیل کر ایک جھلّی کی سی صورت میں میرے جسم کے ارد گرد لپیٹ گیا۔ اس طرح کہ اب پانی اس میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا، جیسے میں کسی خلا میں ہوں۔ جہاں سانس لینا بھی ایک تکلف ہے۔

ذرّہ عظیم سے آواز آنے لگی :۔

موت کے عمل میں تین حالتیں ہوتی ہیں۔ قبل از موت۔ موت۔ بعد از موت۔ اول حالت میں ہو سکتا ہے۔ کہ دوسری حالت تم پر طاری ہونے سے پہلے تم زندہ رہ جاؤ۔ قدرتاً اس میں تمہیں دوسری حالت کا احساس نہیں ہو سکتا۔ دوسری حالت میں تم اس بات کو ایک عارضی عرصہ کے لئے جان سکتے ہو۔ جس کی تم اتنی خواہش لئے ہوئے ہو مگر اس کا اظہار نہیں کر سکتے۔ مابعد موت تمہیں زندگی کی پہلی نشانی گویائی کی قوت عطا کی جاتی ہے۔ پھر یادداشت کو جو اول دوم حالت میں تمہارے ساتھ ہوتی ہے۔ اسے خیر باد کہنا ہوتا ہے۔ ذرے کو فراموشی عطا کر کے اس پر مہربانی کی جاتی ہے۔ عین اسی طرح جیسے آدمی کو غیب سے نا آشنا رکھ کر اس پر کرم کیا جاتا ہے — وہ راز یادداشت کی مکمل تحلیل میں پنہاں ہے۔

www.pklibrary.net

"یادداشت کی مکمل تحلیل" میں نے ان الفاظ کو ذہن میں دہراتے ہوئے کہا: "یادداشت کی تحلیل ـــــ کیا ہماری نسلیں بھی ہماری یادداشت ہیں؟ . . . . اور کیا اس کی مکمل تحلیل پر میں وہ راز دنیا والوں کے سامنے طشت از بام کر سکتا ہوں؟ . . . . . میں زندہ رہنا چاہتا ہوں"

ـــــ زندگی کی اس خواہش کے ساتھ ہی میں نے اپنے آپ کو مکتی ناتھ اور دھولاگری کے اردگرد کی پہاڑیوں میں سے بہ کر آتے ہوئے برفانی پانی کی سطح پر پایا۔ جھلی سی میرے جسم پر سے اتر چکی تھی؛ زندگی کی ایک اور خواہش کے پیدا ہوتے ہی گنڈک کے معاون کے ایک ریلے نے مجھے کنارے پر پھینک دیا۔ اس وقت چاندنی رات میں ہوا تیزی سے چل کر سانس کی صورت میں میرے ایک ایک مسام میں داخل ہو رہی تھی ؛

کتبہ: محمد شریف عباسی کاتب لاہور